اعلیحضرت کا فقہی مقام
فاضلِ شہیر علامہ
عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ
اعلیٰ حضرت نیٹ ورک
Alahazrat Network

از

فاضل شہیر مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہان پوری

فرید بُک سٹال
۳۸ اردو بازار
لاہور۔۲

نام کتاب : ——— اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام

نام مصنف : ——— اختر شاہجہان پوری

مطبع : ——— عالمین پریس لاہور

پروف ریڈنگ : ——— اختر شاہجہان پوری

اشاعت بار اوّل : ——— ۱۹۷۱ء

اشاعت بار دوم : ——— ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء

قیمت : ——— [illegible] روپے

فہرست

نگہبانوں نے اسلام و مسلمین کی خیر خواہی میں ان سیلابوں کا رخ موڑنے اور ان کے آگے دیواریں کھڑی کرنے پر کس درجہ تن من دھن کی بازی لگائی ہوئی ہے۔ ان حضرات میں سے ہر ایک اپنے کارناموں کا طول و عرض خود ملاحظہ فرمائے اور اطمینان قلب حاصل کرے کہ اب محشر کی بازپرس کا خطرہ نہیں ہے۔

خدا شاہد ہے کہ اپنا مقصد کسی کی تنقیص و تضحیک نہیں بلکہ مدعا صرف یہی ہے کہ جو حضرات اپنے اندر کسی قسم کی کوتاہی محسوس کریں وہ اپنے پیدا کرنے والے کی بارگاہ میں پیش ہو کر جواب دینے سے پہلے سرخ رو ہونے کا سامان فراہم کر سکیں۔ ممکن ہے اس عصیاں شعار کے یہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ ان بزرگوں کی نظر سے گذریں اور وہ اپنی مساعیٔ جمیلہ کو تیز سے تیز تر کر دیں اور انفرادی کوششوں کے ساتھ شاید کوئی ایسا مرد مجاہد اور مرد حق آگاہ بھی کھڑا ہو جائے جو دین کی خدمت اور ملتِ اسلامیہ کی خیر خواہی و راہنمائی میں گوئے سبقت لے جائے اور ایسا اجتماعی نظام قائم کرے جس سے ہر میدان میں خاطر خواہ کام ہو سکے۔ اس ناچیز کی یہی وہ دلی تمنا ہے جس نے موجودہ راہنماؤں سے یہ سوالات کرنے پر مجبور کیا ہے۔

۱۔ حضور والا! ملک کے اندر حکمران اسی طرح ہوتا ہے جیسے جسم میں روح۔ ملک و ملت کی اصلاح کا راز حکمرانوں کی اصلاح میں پوشیدہ ہے۔ پاکستان کو قائم ہوئے خدا کے فضل و کرم سے سینتیس ۳۷ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اسلام کے نام پر قائم ہونے والی اس مملکتِ خداداد میں قائد اعظم سے قائدِ عوام تک کہلانے والے کتنے ہی حکمران آئے اور دنیا سے چلے گئے۔ اِس عرصہ میں آپ حضرات نے انھیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح اسلام کا گرویدہ بنانے کی کس حد تک کوشش فرمائی اور اس کا کیا نتیجہ برآمد ہوا تھا۔

۲۔ سکولوں اور کالجوں کے تعلیم یافتہ ہی آجکل حکومت کی مشینری کے پرزے بنتے ہیں۔ ان پرزوں کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی خاطر آپ حضرات نے ان میں پڑھائے جانے والے نصاب کی کتابیں لکھ کر موجودہ کالجوں کو کہاں تک مشرف بہ اسلام کیا ہے؟ اگر اس طرف توجہ

نہیں فرمائی اور یہ سوچ کر چشم پوشی روا رکھی کہ غیر اسلامی ذہن رکھنے والے بھی اگر حکمران بنتے رہے اور وہ اسلامی اقدار کو مٹاتے رہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ دریں حالات ازراہِ کرم اتنا ہی بتا دیا جائے کہ اس ملک کی فضاؤں کو پادریوں نے اسلامی بنانا ہے یا پنڈتوں نے؟

۳۔ آپ حضرات کی کتنی ایسی تصانیف ہیں جو اسکولوں اور کالجوں کے طلبہ کے قلوب و اذہان کو جِلا بخش رہی ہیں؟ اگر ایسی کتابیں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں تو ان اداروں میں تربیّت پانے والے نونہالانِ چمن کی دینی موت میں آنجناب کا بھی کچھ حصّہ ہے یا نہیں؟ ایسا نہ ہو کہ جب ان کا مقدمہ بارگاہِ الٰہیہ میں پیش ہو تو ان کے قاتلوں کی فہرست میں آپ حضرات میں سے کسی کا نام تو نہیں آئے گا؟

۴۔ سکولوں اور کالجوں میں آپ کے بچے بھی پڑھ رہے ہیں ان کے اندر گمراہ گروں کی لکھی ہوئی کتابیں بھی پڑھائی جا رہی ہیں۔ بعض دشمنانِ دین وملت کو مایۂ ناز بزرگ اور کشتیٔ ملّت کے ناخدا بتایا جاتا ہے۔ کتنے ہی بچے آپ کے دیکھتے ہوئے اس لٹریچر کے باعث ان نام نہاد بزرگوں کے معتقد ہو کر اصلی بزرگوں اور ان کے راستے سے برگشتہ ہو جاتے ہیں۔ اپنے بچوں کو یوں بے دردی سے گمراہی کے عمیق گڑھے میں دھکیلنے والوں کو جنت کا کون سا طبقہ ملے گا؟

۵۔ ذرائع ابلاغ سے تبلیغ کا کام برق رفتاری سے ہوتا ہے۔ آج کسی قوم کو بنانے اور بگاڑنے میں ذرائع ابلاغ اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ کیا ریڈیو اور ٹیلی ویژن کو آپ حضرات کی نظر کیمیا اثر نے سچا مسلمان بنا لیا ہے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ آپ کے دیکھتے ہوئے ایک فاسق و فاجر کا پارٹ ادا کر رہے ہوں؟

۶۔ کسی شہر میں ماہوار آپ کے کتنے جلسے ہوتے ہیں اور اسی شہر میں کتنے سینما شو دکھلائے جاتے ہیں؟ دونوں جانب حاضرین کا تناسب بھی مدنظر ہو گا قوم کی اس راہ روی اور ذہنی عیاشی کا یقیناً آپ نے کوئی علاج کرنے کی کوشش فرمائی ہو گی۔ کہیں نتیجہ برعکس تو برآمد

نہیں ہوا کیونکہ دیکھنے میں تو یہی آرہا ہے کہ دینی جلسوں کا نام ہی باقی رہ گیا ہے جبکہ سینما ؤں کا جال پھیل چکا ہے بلکہ اب تو ٹیلی ویژن اور وی سی آر کی بدولت بے شمار گھرانے خود ہی سینما گھر ہو چکے ہیں۔ اس صورتِ حال کی ذمہ داری کسی حد تک آپ پر بھی عائد ہوتی ہے یا نہیں ؟

۷۔ اخبارات قوم کے ترجمان ہوتے ہیں کیا پاکستان کے اخبارات واقعی ملت اسلامیہ کی ترجمانی کا فریضہ ادا کر رہے ہیں ؟ یہ حق و صداقت کے بیباک ترجمان بن کر اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کر رہے ہیں یا ابھرتے سورج کی پوجا کرنے اور "جدھر تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی" والی پالیسی پر عمل پیرا ہیں ؟ بھلا اس ستم ظریفی کو قبول فرما لینے یا خاموشی اختیار کرنے میں کون سی مصلحت اور دارین کی بھلائی نظر آئی ؟

۸۔ پورے ملک میں اہلِ سُنت و جماعت کے کتنے سہ روزہ، ہفت روزہ، پندرہ روزہ اور ماہوار رسالے ہیں جو کامیابی کے ساتھ چل رہے ہوں اور وہ عام مسلمانوں کو راہِ حرم دکھا رہے ہوں؟ اگر ایسا ایک پرچہ بھی نہیں تو اس کی ذمہ داری عوام الناس پر ڈالی جائیگی یا بلا شرکتِ غیر ہر وارثِ علم پیمبر پر ؟

۹۔ اہلِ سنت کے جو دینی رسالے اس دور میں جو گھٹنوں چل رہے ہیں یا دم توڑ رہے ہیں ان کے ساتھ آپ نے دامے درمے، قدمے سخنے کس حد تک تعاون فرمایا ہے ؟ اگر بالکل نہیں تو اس کی کوئی معقول وجہ ؟

۱۰۔ اہلِ سنت و جماعت کی دینی درسگاہیں کیوں سونی پڑتی جا رہی ہیں ؟ امید ہے کہ کامیاب مدرسین کی قلت کے اسباب پر آپ نے ضرور غور فرمایا ہوگا یقیناً آپ کے علم میں یہ بات بھی ہوگی کہ دیابنہ کی درسگاہیں کیوں دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہی ہیں۔ اپنے دینی مدارس کے تنزل میں غیروں کی سازش کارفرما ہے یا صرف آپ حضرات کی بے تدبیری ؟

۱۱۔ درس نظامی کی کتنی کتابوں کو شائع کروانے کا آپ حضرات کی جانب سے اہتمام ہوتا رہا ہے۔ اگر اس جانب متوجہ ہونے کی ضرورت محسوس نہیں فرمائی تو اس اغماض کی معقول اور قابل قبول وجہ کیا ہے ؟

۱۲۔ درس نظامی کی کتنی کتابوں پر آپ کے حواشی اور شروح ہیں ؟ اگر آپ کی درس گاہوں میں وہی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں جن پر گمراہ گروں نے حواشی لکھے ہیں تو اس صورت حال کے نفسیاتی اثر کی ذمہ داری حواشی لکھنے والوں پر عائد ہوگی یا ساری کی ساری آپ حضرات پر ؟

۱۳۔ پنجاب کے دل اور پاکستان کے لاہور جیسے عظیم شہر میں بیس سال پہلے نوری کتب خانے کے نام سے دینی کتابوں کی ایک چھوٹی سی دکان تھی جہاں سے اہلِ سنت وجماعت کی بعض چھوٹی موٹی کتابیں مل جایا کرتی تھیں اور اس کے علاوہ اہل سنت وجماعت کا لاہور میں کوئی مکتبہ چراغ لے کر ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملتا تھا۔ جبکہ بدمذہبوں کے متعدد مکتبے بڑے ٹھاٹ باٹ سے چل رہے تھے۔ کیا آپ بزرگوں کے نزدیک اب تبلیغ دین کی ضرورت نہیں رہی ہے۔ یا میدان میں گمراہ گروں کو دیکھ کر آپ حضرات نے راہ فرار اختیار کر لی تھی ؟

۱۴۔ اب بفضلہٖ تعالیٰ اسی لاہور جیسے تاریخی شہر میں اہلسنت وجماعت کے بیس پچیس مکتبے بڑے حوصلہ افزا طریقے سے مصروفِ عمل ہیں اور دینِ برحق کی نشر واشاعت کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ ان مکتبوں کے قیام واجراء میں کس حد تک آپ کے جذبات کا دخل ہے اور ان کے ساتھ آپ بزرگوں کا تعاون کس نوعیت کا ہے ؟

۱۵۔ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ پر، صحابہ کرام کی خصوصیات پر نیز دیگر بزرگان دین واولیائے پاک وہند کے کارناموں پر مشتمل آپ حضرات کی کتنی ایسی تصانیف ہیں جو جدید تقاضوں کو پورا کرنے والی ہیں۔ جنہیں بے خوف وخطر ایسے عنوانات پر

لکھی ہوئی گمراہ گروں کی تصانیف کے مقابلے میں رکھا جا سکتا ہے ؟ آپ حضرات نے غلامی کا حق ادا کرتے ہوئے اسلاف کے بارے میں یقیناً بہت کچھ لکھ کر ملک کے گوشے گوشے میں پھیلا دیا ہوگا یا آپ اپنے سارے بزرگوں کو طاقِ نسیاں کی زینت بنا کر روحانی منزلیں طے کرنے میں مشغول ہیں ؟

۱۶۔ سیاسی معاملات سے قطعًا لاتعلق ہو کر بد مذہبوں اور دین سے برگشتہ لوگوں بلکہ دشمنانِ اسلام تک کو اپنے اوپر مسلّط کر لینا، آنکھیں بند کر کے انھیں ملک و مذہب کی قسمت کے مالک بننے کا پورا موقع دینا، کہیں دین کو مٹانے کا اجازت نامہ اور اہلِ حق کی موت کے پروانے پر دستخط کرنا تو نہیں ؟

۱۷۔ قیام پاکستان کے وقت دیوبندی حضرات کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی۔ ان لوگوں نے اپنے تبلیغی دستوں کے ذریعے کلمہ اور نماز کی آڑ میں اہلسنت وجماعت کے خاصے حصّے کو دیوبندی وہابی بنا لیا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی جماعت سے انھیں نکال کر محمد بن عبدالوہاب نجدی اور مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی کے کیمپ میں پہنچا دیا۔ کیا ان بدنصیبوں کی دینی موت پر آپ تڑپے ؟ کیا آپ کی آنکھوں میں ایک دو آنسو آئے۔ کیا آپ کی راتوں کی نیندوں میں کوئی کمی اس صورتِ حال کے باعث واقع ہوئی ؟ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کی دینی موت کا آپ کو چنداں صدمہ نہیں ہوا۔ ورنہ اس ستم ظریفی کے راستہ میں ضرور کوئی رکاوٹ کھڑی کرتے۔ لہٰذا میدان محشر میں کشتیٔ ملت کی ناخدائی اور سرمایہ ملت کی نگہبانی کے امتیازی تمغے بارگاہ خداوندی سے آپ حضرات ہی کو ملیں گے ؟

۱۸۔ ماضی قریب میں اہل سنت وجماعت کے چند قابلِ قدر لکھنے والے منظرِ عام پر آئے ہیں جو مایوسی اور تنہائی کے عالم میں مسلک اور اسلاف کے دفاع میں بڑی جرأت سے لکھ رہے ہیں اور ہر میدان میں چھائے ہوئے گمراہ گروں کا مردانہ وار قلمی مقابلہ کر رہے ہیں۔

ان سرفروشوں کے ساتھ یقیناً آپ دل کھول کر تعاون کر رہے ہوں گے یا ان کی یہ جراءت رندانہ آپ کی طبع نازک پر گراں گذری ہے ؟

۱۹ ۔ مرکزی مجلسِ رضا، لاہور کے نام سے یقیناً آپ روشناس ہونگے ۔ اس ادارے نے چودہ پندرہ سالوں میں چودھویں صدی کے مجدد برحق امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق قابلِ قدر و لائق تحسین کام کیا اور کروایا ہے ۔ اپنے ہی اس مثالی اور قابلِ تقلید ادارے کے ساتھ آپ حضرات کے تعاون کی نوعیت کیا ہے ؟ اس کو قائم رکھنے اور اس کے کام کی رفتار کو تیز کرنے کی خاطر سرپرستی کے جذبے سے سرشار ہو کر آپ نے کیا اقدامات کیے ہیں ؟

۲۰ ۔ مودودی صاحب نے اپنے قلم کی سحرکاری کے باعث کتنے ہی پڑھے لکھے حضرات کو اپنا گرویدہ بنا لیا ۔ کالجوں میں طلبہ کی خاصی تعداد انھیں سر آنکھوں پر جگہ دیتی ہے ۔ موصوف نے دل کھول کر مقدس شجر اسلام میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کی قلمیں بڑی فنکاری سے لگائی ہیں کیا اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی میں آپ حضرات نے اس ستم ظریفی کا کوئی سدِ باب کیا ہے ؟

۲۱ ۔ اپنے کتنے ہی بزرگوں کی کافی تصانیفِ عالیہ کیڑوں کی خوراک بن چکیں جو قلمی صورت میں آج بھی موجود ہیں ان کی طباعت و اشاعت کے بارے میں کوئی خیال جناب کے قلوب و اذہان میں کروٹیں لیا کرتا ہے ؟

۲۲ ۔ اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر اہلِ سنت و جماعت کو سیاسی، قلمی، تدریسی اور تبلیغی میدانوں میں آگے بڑھانے کی خاطر آپ حضرات نے کوئی اجتماعی نظام قائم کیا ہوا ہے یا ضرورت ہی محسوس نہیں فرمائی ؟

۲۳ ۔ بدمذہب قریباً ایک صدی سے کتبِ احادیث کو اردو ترجموں کے ساتھ اُردو دان طبقے تک پہنچاتے آرہے ہیں ۔ انھوں نے بیسیوں کتابیں لاکھوں کی تعداد میں اُردو

ترجموں کے ساتھ پاک و ہند کے گوشے گوشے میں پہنچا دیں۔ جبکہ اہلِ سنت و جماعت کی طرف سے صرف مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء) کی مرأۃ شرح مشکوٰۃ بازار میں دستیاب ہے۔ اس کے علاوہ پوری چودھویں صدی میں حدیث کی پوری کتاب اہلسنت کے اردو ترجمے یا شرح کے ساتھ بازار میں موجود نہیں تھی۔ دریں حالات صورتِ حال سے بے خبر عوام الناس ان لوگوں کو دشمنانِ رسول اور آپ حضرات کو وارثانِ علمِ پیمبر اور عاشقانِ رسول مان لیں گے؟

۲۴۔ گندم نما جَو فروش علماء نے قرآن مجید اور کتبِ احادیث کے اردو ترجمے کرتے ہوئے مقدس شجرِ اسلام کے اندر غیر اسلامی عقائد و نظریات کی قلمیں لگائی ہوئی ہیں۔ آپ حضرات نے سرمایہ ملت کے نگہبان بن کر اس ستم ظریفی کا کہاں تک سدباب کیا ہے؟

۲۵۔ برٹش گورنمنٹ کی اسلام دشمنی کا شکار ہو کر بعض علماء نے اپنی تصانیف میں اللہ اور اس کے آخری رسول کی شان میں ایسی گستاخانہ عبارتیں لکھ کر مشتہر کی ہوئی ہیں کہ کھلے کافروں کے سرغنوں کو بھی اس درجہ دل آزار اور گندی عبارتیں لکھنے کی کبھی جراءت نہیں ہوئی تھی۔ کیا ان عبارتوں کے سارے قضیہ کو آپ حضرات نے ایسے عام فہم لفظوں میں عوام الناس کو سمجھانے کی آج تک کوشش فرمائی ہے کہ عام لوگوں پر بھی ان کا گستاخانہ اور توہین آمیز ہونا واضح ہو جائے؟

۲۶۔ جن لوگوں نے اللہ اور اس کے سب سے جلیل القدر پیغمبر کی شان میں گستاخانہ عبارتیں لکھیں وہی آپ کے دیکھتے ہوئے دین کے ہر شعبے پر کس طرح چھا گئے؟ پھر قیامِ پاکستان کے وقت انھوں نے مخالفت کی انتہا کرتے ہوئے ہندوؤں سے بھی بڑھ چڑھ کر رکاوٹیں کھڑی کیں۔ لیکن پاکستان کے بن جانے پر آپ کے جیتے جی وہی اس ملک کی ساری مشینری پر قابض ہو گئے۔ اس ستم ظریفی کا شکوہ ان لوگوں سے کیا جائے یا آپ سے؟ اس صورتحال سے آپ حضرات کی اعلیٰ کارکردگی اور دور اندیشی پر کوئی حرف تو نہیں آتا؟

کیا واقعی آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح مسندِ ارشاد کی اور امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح دارالافتاء کی لاج رکھے ہوئے ہیں ؟

۲۷۔ آپ سے پہلے جن علماء و مشائخ نے آپ حضرات کو اس مقام تک پہنچایا، سرمایہ ملت کی نگہبانی کا بخیر و خوبی حق ادا کیا۔ کسی گمراہ گر کو ذرا سر نہ اٹھانے دیا۔ اور برٹش گورنمنٹ کے اقتدار کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کی خاطر ہر قسم کی بازی لگائی اور ہر میدان میں مردانہ وار ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اپنے ہی ان بزرگوں کے کارناموں کو آپ حضرات نے طاقِ نسیان کی زینت کیوں بنایا ہوا ہے ؟ ؎

اے چشمِ اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

حضرات گرامی قدر ! قیامِ پاکستان سے پہلے ہمارے علماء و مشائخ کی کارکردگی بہت عمدہ نہ سہی لیکن اطمینان بخش ضرور تھی۔ ان بزرگوں کی حالات پر کڑی نظر تھی اور باطل کو انھوں نے اس طرح دبوچا ہوا تھا کہ سر اٹھانے کا موقع ہی نہیں دیتے تھے حق و باطل کے چہرے اپنی اپنی جگہ پہ بالکل واضح تھے۔ ادھر پاکستان قائم ہوا تو معلوم نہیں کہ آپ حضرات کو کس ظالم کی نظر لگ گئی۔ خدا جانے کیوں آپ حضرات نے میدان خالی چھوڑ دیا اور لمبی تان کر سو گئے۔ لصوصِ دین نے موقع غنیمت جانا اور دین و دنیا کے ہر شعبے پر چھا گئے۔ حق و باطل کو غتر بود کر دیا۔ رہبروں کو راہزن اور رہزنوں کو بر ملا راہبر کہا جانے لگا۔ یہی وہ صورت حال تھی جس پر ۱۹۷۶ء میں یہ ناچیز بلبلایا تھا۔ آج بھی اسی طرح نوحہ کناں ہے ؎

صاحبانِ علم و عرفاں مصلحت کا ہیں شکار
حفظِ دیں کا اب دلوں سے حوصلہ جاتا رہا

آج وہ نغمے کہاں ہیں دلنواز و دلنشیں
بلبلیں سب اڑ گئی ہیں چہچہاتا رہا

مسندِ ارشاد پر کتنے ہی فائز اب بھی ہیں
شیخ سرہندی کا لیکن ولولہ جاتا رہا

کامیاب اپنے مشن میں ہو گئے تخریب کار　　　　　وائے اک اِک ناتبِ احمد رضا جاتا رہا

یاالٰہی کلکِ اختر کو بنا کلکِ رضا

دشمنانِ دین نہ یہ سمجھیں رضا جاتا رہا

حضور والا! حق صداقت کے محافظوں کا تساہل ہر صاحب نظر اور دین و ملت کے بہی خواہ کو اسی طرح تڑپا رہا ہے۔ ہر ایک کی خواہش یہی ہے کہ اس گلشن میں مدینہ طیبہ کی کی بلبلوں کے ایمان افروز اور دلنواز و دلنشین نغمے فردوس گوش ہوتے رہیں۔ افسوس یہاں زاغ و بوم کی دلخراش آوازیں نسبتاً زیادہ بلند ہیں۔ لیکچر بازی کے میدان میں تو آپ حضرات کی کارکردگی کچھ نظر آجاتی ہے جبکہ باقی میدانوں میں آپ انتہائی قناعت سے کام لے رہے ہیں۔ کیا ہے آپ حضرات میں سے کوئی مرد میداں جو حضرت مجدد الف ثانی جیسے مرد حق آگاہ کی طرح مسند ارشاد کی لاج رکھے یا امام احمد رضا خان بریلوی کی طرح دولہا الاعتقادی ذمہ داریاں نبھانے کی خاطر صورت حال کا پوری طرح جائزہ لے کر نقاب پوش راہزنوں سے مقابلہ کرنے کی خاطر یہ کہتا ہوا میدان میں بے خوف و خطر کود پڑے ؎

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں

مجھے ہے حکم اذان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

حضور والا! کام کرنے سے بات بنتی ہے کام کرنے والے ہمیشہ بازی لے جاتے ہیں۔ آپ لمبی تان کر سوئے اور باطل کے علمبرداروں نے شب و روز کام کیا۔ کام کے بلبوتے وہ چھا گئے ان کا کام نسبتاً ہے بہت مشکل کہ اپنے سرغنوں کے چہروں پر نقاب ڈالنا ہو اور انھیں رہزنوں کی جگہ رہبر منوانا۔ بہت کچھ گنوا لیا لیکن خدارا اب نہ گنوائیے بہت کچھ کھو دیا لیکن خدارا اب ایسا نہ کیجیے۔ مردانہ وار اٹھیے اور اعلائے کلمۃ الحق کے لیے کام کیجیے۔ یقیناً کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔ کیونکہ خدا کی مدد آپ کے شامل حال ہو گی۔ لیکن بات کام کرنے سے بنے گی۔ ؎

زندگانی کی حقیقت کوہکن کے دل سے پوچھ
جوئے شیر و تیشہ و سنگِ گراں ہے زندگی

اس مقالے کے اندر اگر کوئی کام کی بات لکھ گیا ہوں تو وہ اس ناچیز کے ولی نعمت مرشد برحق، مفتی اعظم دہلی، حضرت شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء) کی نگاہِ لطف و کرم کا کرشمہ ہے اور جتنی علمی غلطیاں نظر آئیں وہ احقر کی کوتاہ علمی کے باعث ہیں۔ اہلِ علم حضرات اگر ناشر کی معرفت میری فروگذاشتوں سے مطلع فرمائیں تو نوازش ہوگی۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

گدائے درِ اولیاء
عبد الحکیم خان اختر
مجددی مظہری شاہ جہان پوری
لاہور چھاؤنی

۱۱ شوال المعظم ۱۴۰۴ھ
مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۸۴ء